اخلاص کا نور

اور

اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں
کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

سعید بن علی بن وهف القحطاني

مترجم سے رابطہ کے لئے:

Mobile: +91-9773026335 • Tel.: +91-22-25355252
E-Mail: inayatullahmadani@yahoo.com

ترجمہ : عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

نظر ثانی: ابوالمکرّم بن عبدالجلیل رحمۃ اللہ

مولف کی زیر نگرانی ترجمہ وتصحیح شدہ

S.R5

نُورُ الإخلاص

وَظُلُماتُ إرادةِ الدُّنيا بِعَمَلِ الآخِرَةِ في ضَوْءِ الكِتابِ والسُّنَّةِ

(باللغة الأردية)

تأليف

سعيد بن علي بن وهف القحطاني

ترجمه إلى اللغة الأردية
عنايت الله بن حفيظ الله السنابلي
راجع الترجمة
ابو المكرم عبد الجليل (رحمه الله)
أشرف المؤلف على الترجمة ومراجعتها وتصحيحها

٥ ر.س

ردمك: ٩٩٦٠-٤٦-٠٦٩-X

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد:

فإن الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله هندي الجنسية معروف لدي منذ دهر طويل بسلامة المنهج والمعتقد، وقد كان داعية (رسمي) في مكتب الجاليات والدعوة والإرشاد بمدينة عنيزة بالمملكة العربية السعودية، ثم انتقل للدراسة في الجامعة الإسلامية كلية الحديث الشريف وتخرج بتقدير ممتاز، ولمعرفتي بسلامة منهجه أذنت له بترجمة أي كتاب من كتبي يرغب في ترجمته، وقد ترجم لي إلى الآن خمسة عشر كتابا، راجعنا منها أربعة عشر كتابا فوجدناها مترجمة ترجمة سليمة على منهج أهل السنة والجماعة.

وأوصي من يرى تزكيتي هذه أن يجعل الشيخ عنايت الله محل الثقة فإنه كذلك، سواء كان ذلك في الترجمة أو غيرها من الأعمال، لأمانته، وصدقه، وسلامة معتقده، هكذا أحسبه والله حسيبه ولا أزكي على الله أحدا. وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

قاله وكتبه الفقير إلى الله تعالى

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

من سعيد بن علي بن وهف القحطاني إلى الأخ الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله سلمه الله تعالى.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته أما بعد:

فأرجو إرسال كل كتاب تترجمونه من كتبي إلى موقع دار الإسلام بعد مراجعته، حتى ينشر في هذا الموقع المبارك، والله أسأل أن يجعل ذلك في موازين حسناتكم وجزاكم الله خيرا.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

أخوك ومحبك في الله

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

عرض مترجم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين،

أما بعد:

کسی بھی عمل کی قبولیت کے لئے دو بنیادی شرطوں کا پایا جانا بے حد ضروری ہے، ان میں سے کسی ایک شرط کا فقدان اس عمل کی قبولیت سے مانع ہوگا، پہلی شرط یہ ہے کہ وہ عمل خالص اللہ کی ذات کے لئے کیا گیا ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ وہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونوں شرطوں کو مختلف آیات میں بیان فرمایا ہے، تاہم درج ذیل آیت کریمہ میں دونوں شرطیں یکجا بیان فرمائی ہیں، ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاْءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَّلَا

يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحداً﴾(۱)۔

لہٰذا جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

معروف عابد وزاہد حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿الذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلا وهو العزيز الغفور﴾(۲)۔

جس نے موت وحیات کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون ''اچھا عمل'' کرتا ہے اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

''اچھا عمل''، یعنی سب سے خالص اور درست ترین عمل، لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعلی! سب سے خالص اور درست عمل کیا ہے؟ تو فرمایا: ''عمل جب خالص اللہ کے لئے ہو لیکن درست نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا، اور اگر درست ہو خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں ہوتا، یہاں تک کہ (بیک وقت)

(۱) سورۃ الکھف:۱۱۰۔

(۲) سورۃ الملک:۲۔

خالص اور درست ہو، اور خالص کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو' اور درست کا مطلب یہ ہے کہ سنت نبوی کے مطابق ہو(۱) اور پھر سورۂ کہف کی مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی۔

اخلاص عبادات کی روح ہے، اس کے بغیر ساری عبادتیں بے جان ہیں، لیکن افسوس کی اسلامی معاشرہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اخلاص کلی طور پر عنقا ہو گیا ہو، نمازی کی نماز میں اخلاص نہیں' روزہ دار کے روزے میں اخلاص نہیں، صدقہ کرنے والے کے صدقہ میں اخلاص میں نہیں، ایک مدرس کی تدریس میں اخلاص نہیں' ایک طالب علم کی طلب میں اخلاص نہیں، ایک ملازم کی ملازمت میں اخلاص نہیں' ایک چوکیدار کی چوکیداری میں اخلاص نہیں، غرض کوئی بھی شخص اپنی ذمہ داری اخلاص کے ساتھ نہیں نبھاتا' الا من رحم اللہ، تمام اعمال میں اخلاص کی جگہ ریا ونمود، دکھاوا، شہرت، نام طلبی اور دنیا کے حصول نے لے لی ہے، درحقیقت یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے، اور جب صورت حال ایسی ہے تو مخلصین کیلئے کئے گئے وعدۂ الٰہی کے مستحق ریا کار، شہرت پسند' دنیا پرست لوگ کیونکر ہو سکتے ہیں؟

(۱) دیکھئے: مدارج السالکین لابن القیم، ۲/۸۹۔

زیرنظر کتاب میں سعودیہ عربیہ کے معروف صاحب علم ڈاکٹر سعید بن علی قحطانی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر کتاب وسنت روشنی میں مدلل گفتگو کی ہے اوراس کے تمام گوشوں کا مختصراً احاطہ کیا ہے، فجزاہ اللہ خیرالجزاء۔

راقم کی یہ چھٹی طالبعلمانہ کاوش ہے جو اللہ کی توفیق سے زیور طبع سے آراستہ ہورہی ہے' میں اپنے تمام اسلامی بھائیوں' بالخصوص طالبان علوم نبویہ کے سامنے اس کتاب کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے اللہ ذوالجلال کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی توفیق اور مدد سے کتاب کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس کے بعد اپنے والدین بزرگوار کا شکرادا کرتا ہوں جن کی انتھک تعلیمی وتربیتی کوششوں کی بدولت دین اسلام کی ادنیٰ سی خدمت کا شرف حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وعقبیٰ کی بھلائیوں سے نوازے اور اسے ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، نیز اپنی اہلیۂ اہل خانہ اور جملہ معاونین کا شکرادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین)

بعدہ فاضل بھائی جناب فضیلۃ الشیخ ابوالمکرّم عبدالجلیل حفظہ اللہ (مترجم وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد- ریاض) کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنھوں نے انتہائی ژرف نگاہی سے کتاب کی نظر ثانی کی اور

تصحیح فرمائی اور پھر کتاب کی کتابت، طباعت اور دیگر ضروری امور میں بھرپور تعاون سے نوازا، نیز دیگر معاونین کا بھی ممنون ومشکور ہوں جنھوں نے کتاب میں کسی بھی طرح سے ہاتھ بٹایا' جزاہم اللہ خیرا۔

اخیر میں تمام اہل علم اور طالبان علم سے میری پرخلوص درخواست ہے کہ اگر کتاب میں کسی بھی قسم کی فروگذاشت نظر آئے تو بشکر وامتنان ضرور مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ اردو داں حلقہ کو فائدہ پہنچائے نیز اس کے مؤلف، مترجم، مصحح' ناشر اور جملہ معاونین کو اخلاص قول وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلى الله وسلم على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

٢٥/صفر بروز جمعرات — ابوعبداللہ/عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

مدینہ طیبہ، مملکت سعودیہ عربیہ

مُقَدِّمَہ

إن الحمد لله، نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وسلم تسليماً كثيراً، أما بعد :

اخلاص کے نور اور آخرت کے عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیوں کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس میں میں نے اخلاص کا مفہوم، اس کی اہمیت اور اچھی نیت کا مقام بیان کیا ہے، اور نیک عمل سے دنیا طلبی کی

خطرناکی؛ دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں، ریاکاری کی خطرناکی؛ اس کے انواع و اقسام؛ عمل پر اس کے اثرات اور ریاکاری کے اسباب ومحرکات نیز حصول اخلاص کے طریقے ذکر کئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اخلاص نصرت ومدد؛ اللہ کے عذاب سے نجات؛ دنیا وآخرت میں بلندیٔ درجات کا سبب ہے؛ مخلص انسان سے اللہ عزوجل کی محبت اور پھر زمین وآسمان والوں کی محبت سے سرفرازی کا سبب اخلاص ہی بنتا ہے، یہ درحقیقت ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے ودیعت فرما دیتا ہے؛ ارشاد ہے:

﴿ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نورٍ﴾(۱)۔

اور جسے اللہ تعالیٰ ہی نور عطا نہ کرے اس کے پاس کوئی نور نہیں ہوتا۔

اور آخرت کے عمل سے دنیا طلبی تہ بہ تہ گھٹا ٹوپ تاریکیاں ہیں؛ کیونکہ آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا کمال توحید کے منافی ہے اور وہ جس عمل میں شامل ہوتی ہے اسے برباد کر دیتی ہے؛ اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

(۱) سورۃ النور:۴۰۔

﴿من كان يريد الحياة الدنيا وزينتها نوف إليهم أعمالهم فيها وهم فيها لا يبخسون، أولئک الذين ليس لهم في الآخرة إلا النار وحبط ما صنعوا فيها وباطل ما كانوا يعملون﴾(۱)۔

جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہے ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔

میں نے اس بحث کو دو مباحث میں تقسیم کیا ہے، اور ہر مبحث کے تحت حسب ذیل مطالب ہیں:

☆ **پہلا مبحث: اخلاص کا نور۔**

(۱) سورۃ ہود:۱۵،۱۶۔

پہلا مطلب: اخلاص کا مفہوم۔

دوسرا مطلب: اخلاص کی اہمیت۔

تیسرا مطلب: اچھی نیت کا مقام اور اس کے ثمرات۔

چوتھا مطلب: اخلاص کے فوائد وثمرات۔

☆ دوسرا مبحث: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں۔

پہلا مطلب: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکی۔

دوسرا مطلب: دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں۔

تیسرا مطلب: ریا کاری کی خطرناکی اور اس کے نقصانات۔

چوتھا مطلب: ریا کاری کی قسمیں اور اس کی باریکیاں۔

پانچواں مطلب: ریا کاری کی قسمیں اور عمل پر اس کے اثرات۔

چھٹا مطلب: ریا کاری کے اسباب ومحرکات۔

ساتواں مطلب: اخلاص کے حصول کے طریقے اور ریا کاری کا علاج۔

میں اللہ عزوجل سے اس کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ جب اس کے ذریعہ اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب

اس کے ذریعہ اس سے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے کہ وہ اس تھوڑے سے عمل کو مبارک اور خالص اپنی رضا کے لئے بنائے اور اس کے مولف، اس کے پڑھنے والے، نیز اس کے چھاپنے اور نشر کرنے والے کو جنت کے (مقام) فردوس اعلیٰ سے قریب کرنے والا بنائے، اور اسے میرے لئے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے، اور جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعہ فائدہ پہنچائے، بیشک اللہ کی ذات سب سے بہتر ذات ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے، اور نیکی کی توفیق اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اللہ بالا وبرتر ہی کی طرف سے ہے۔

وصلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

مؤلف

تحریر کردہ بروز منگل بوقت عصر مطابق ۱۶/۱۰/۱۴۱۹ھ

پہلا مبحث:

اخلاص کا نور

پہلا مطلب: اخلاص کا مفہوم:

اخلاص کی لغوی تعریف (مفہوم):

''**خلص يخلص خلوصاً**'' کے معنیٰ صاف ہونے اور آمیزش کے زائل ہوجانے کے ہیں، کہا جاتا ہے: ''**خلص من ورطته**'' یعنی وہ اپنے بھنور سے محفوظ رہا اور نجات پاگیا، اور کہا جاتا ہے: ''**خلصه تخليصاً**'' یعنی اس نے اسے چھٹکارا اور نجات دلوایا۔ اور اطاعت میں اخلاص کے معنیٰ ریاکاری ترک کردینے کے ہیں (۱)۔

اخلاص کی حقیقت (اصطلاحی تعریف):

---

(۱) المعجم الوسیط ۱/۲۴۹، مختار الصحاح ص ۷۷۔

اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے محض اللہ واحد کی قربت کا طالب ہو۔

اہل علم نے اخلاص کی کئی تعریفیں ذکر کی ہیں جو ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں:

۱- ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اطاعت میں تنہا مقصود جاننا اخلاص کہلاتا ہے۔

۲- ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ بندہ کے اعمال ظاہر و باطن ہر دو صورت میں برابر ہوں، اور ریاکاری یہ ہے کہ بندے کا ظاہر اس کے باطن سے بہتر اور اچھا ہو، اور سچا اخلاص یہ ہے کہ بندے کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ پختہ اور پائیدار (بارونق) ہو۔

۳- ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ عمل کو ہر طرح کی آمیزش سے پاک وصاف رکھنا اخلاص کہلاتا ہے(۱)۔

سابقہ تعریفوں سے واضح ہوا کہ اخلاص: عمل کو اللہ واحد کی طرف

(۱) مدارج السالکین لابن القیم ۲/۹۱۔

پھیرنے اور اس سے قربت حاصل کرنے کا نام ہے' جس میں کوئی ریا ونمود' زائل ہونے والے ساز وسامان کی طلب اور بناوٹ نہ ہو' بلکہ بندہ صرف اللہ واحد کے ثواب کی امید کرے' اس کے عذاب سے ڈرے اور اس کی رضامندی کا حریص ہو۔

اسی لئے امام قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''لوگوں کی وجہ سے عمل ترک کردینا ریاکاری اور لوگوں کی خاطر عمل کرنا شرک ہے' اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں چیزوں سے عافیت میں رکھے(۱)۔

مسلمان کی زندگی میں اخلاص یہ ہے کہ وہ اپنے قول وعمل' جملہ تصرفات اور ساری تعلیمات وتوجیہات سے صرف اللہ واحد کی ذات کا قصد کرے جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ اس کے سوا کوئی پالنہار ہے۔

دوسرا مطلب: اخلاص کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق یعنی جن وانس کو تنہا اپنی عبادت کے لئے پیدا

(۱) دیکھئے: مدارج السالکین لابن القیم ۲/۹۱۔

فرمایا ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اور تمام مکلفین (جن پر شریعت کے احکام لاگو ہوتے ہیں) کو اخلاص کا حکم دیا ہے فرمایا:

﴿وما أمروا إلا ليعبدوا الله مخلصين له الدين﴾ (۱)۔

اور انہیں صرف اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إنا أنزلنا إليک الکتاب بالحق فاعبد الله مخلصا له الدين، ألا لله الدين الخالص﴾ (۲)۔

یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، لہٰذا آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ خبردار! دین خالص اللہ ہی کا حق ہے۔

(۱) سورۃ البینۃ:۵۔

(۲) سورۃ الزمر:۲،۳۔

مزید ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيکَ لَهُ وَبِذَلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمَسلِمِينَ﴾ (۱)۔

آپ کہہ دیجئے کہ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان (تابع فرمان) ہوں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿الذي خلق الموت والحياة ليبلوکم أيکم أحسن عملا﴾ (۲)۔

جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم

(۱) سورۃ الانعام:۱۶۲،۱۶۳۔

(۳) سورۃ الملک:۲۔

میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اچھا عمل'' یعنی سب سے خالص اور درست ترین عمل، لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعلی! سب سے خالص اور درست عمل کیا ہے؟ فرمایا: ''عمل جب خالص اللہ کے لئے ہو لیکن درست نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا، اور اگر درست ہو خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں ہوتا، یہاں تک کہ (بیک وقت) خالص اور درست ہو، خالص کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو اور درست کا مطلب یہ ہے کہ سنت نبوی کے مطابق ہو(۱)، پھر انھوں نے درج ذیل فرمان باری تعالیٰ کی تلاوت فرمائی:

﴿ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُم إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَليَعمَلْ عَمَلاً صَالِحاً ولا يُشْرِك بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَداً﴾ (۲)۔

کہہ دیجئے کہ میں تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں، میری طرف

(۱) مدارج السالکین ۲/۸۹۔
(۲) سورۃ الکہف: ۱۱۰۔

وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے، تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ دِيناً مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾ (۱)۔

دین کے اعتبار سے اس شخص سے اچھا اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور نیکو کار ہو۔

''اسلام وجہ'' اللہ واحد کے لئے ارادہ وعمل کو خالص کرنے کا نام ہے اور ''احسان'' رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور آپ کی سنت طیبہ کی پیروی کا نام ہے(۲)۔

(۱) سورۃ النساء: ۱۲۵۔
(۲) مدارج السالکین ۲/۹۰۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ثلاث لا یغل علیهن قلب مسلم: إخلاص العمل لله، ومناصحة ولاة الأمر، ولزوم جماعة المسلمین، فإن دعوتهم تحیط من ورائهم''(۱)۔

تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: اللہ کے لئے اخلاص عمل، حکام و امراء کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دعا انہیں انکے پیچھے سے گھیرے ہوتی ہے۔

اخلاص مسلمان کے عمل کی روح اور اس کی سب سے اہم خوبی ہے، اخلاص کے بغیر اس کی ساری کوشش و کارکردگی بکھرے ہوئے ذرات کی

(۱) سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع، ۳۴/۵، حدیث نمبر: (۲۶۵۸) بروایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، مسند احمد ۱۸۳/۵، بروایت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مشکاۃ المصابیح (۱/ ۷۸) میں صحیح قرار دیا ہے۔

مانند ہے۔

ائمۂ اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اخلاص دل کے اہم ترین اعمال میں سے ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت' اللہ پر توکل واعتماد' اس کے لئے اخلاص' اس سے ڈرنے اور امید وابستہ کرنے کے لئے دل کے اعمال ہی اصل اور بنیاد ہیں، اور اعضاء و جوارح کے اعمال اس کے تابع ہوتے ہیں کیونکہ نیت کی حیثیت روح کی اور عمل کی حیثیت اعضاء جسمانی کی ہے کہ جب جسم کا رشتہ روح سے ٹوٹتا ہے تو وہ مرجاتا ہے، چنانچہ دلوں کے احکام کی معرفت اعضاء و جوارح کے احکام کی معرفت سے زیادہ اہم ہے۔

لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ عز وجل کے لئے مخلص ہو، وہ ریاونمود اور لوگوں کی مدح و ستائش کی خواہش نہ کرے، بلکہ محض اللہ عز وجل کی ذات کا ارادہ کرے، اسی کی خوشنودی کے لئے نیک اعمال انجام دے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿قل هذه سبيلي أدعوا إلى الله ﴾ (۱)۔

کہہ دیجئے کہ یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ومن أحسن قولا ممن دعا إلى الله﴾ (۲)۔

اس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہو۔

اخلاص تمام مسلمانوں پر واجب ہونے والا سب سے عظیم وصف (خوبی) ہے، تاکہ وہ اپنی دعوت وعمل سے محض ذات الٰہی اور دار آخرت (جنت) کے طلبگار اور لوگوں کی اصلاح کے اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے کے خواہاں ہوں (۳)۔

تیسرا مطلب: اچھی نیت کا مقام اور اس کے ثمرات:

(۱) سورۃ یوسف: ۱۰۸۔

(۲) سورۃ حم السجدہ: ۳۳۔

(۳) دیکھئے: مجموع فتاویٰ سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ ۱/ ۳۴۹ و ۴/ ۲۲۹۔

نیت عمل کی اساس وبنیاد اور اس کا وہ ستون ہے جس پر عمل کا دارومدار ہے، کیونکہ نیت عمل کی روح اور اس کا قائد ورہبر ہے، اور عمل نیت کے تابع ہے، عمل کی صحت وخرابی نیت کی صحت وخرابی پر موقوف ہے، نیک نیتی سے توفیق اور بد نیتی سے رسوائی حاصل ہوتی ہے، نیت ہی کے اعتبار سے دنیا وآخرت کے مراتب ودرجات میں فرق آتا ہے (۱)، اسی لئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرءٍ ما نوى..." (۲)۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہے...۔

اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) دیکھئے: النیۃ واثرھا فی الاحکام الشرعیۃ، از ڈاکٹر صالح بن غانم السدلان ۱/ ۱۵۱۔

(۲) متفق علیہ بروایت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ۱/ ۹، حدیث نمبر: (۱)، مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ: **"انما الأعمال بالنية"** ۳/ ۱۵۱۵، حدیث نمبر: (۱۹۰۷)۔

﴿لا خير في كثير من نجواهم إلا من أمر بصدقةٍ أو معروف أو إصلاحٍ بين الناس ومن يفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتيه أجراً عظيماً﴾ (۱)۔

ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں! بھلائی اس کے مشوروں میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے، اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا اجروثواب دیں گے۔

یہ ارشاد ربانی نیت کے مقام ومرتبہ اوراس کی اہمیت پر دلالت کرتا ہے، نیز یہ کہ اللہ کی طرف دعوت دینے والوں اور دیگر مسلمانوں کے لئے نیت کی اصلاح ضروری ہے، کیونکہ اگر نیت درست ہوگی تو بندہ بیش بہا اجروثواب سے نوازا جائے گا، اگر چہ اس نے محض سچی نیت ہی کی ہو عمل نہ کیا ہو، اسی لئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

(۱) سورۃ النساء:۱۱۴۔

''إذا مرض العبد أو سافر كتب له مثل ما كان يعمل مقيماً صحيحاً'' (۱)۔

جب بندہ بیمار ہوجائے یا حالت سفر میں ہوتو بھی حالت اقامت اور صحت مندی کے عمل طرح اس کا عمل (اوراجر) لکھا جاتا ہے۔

نیز فرمایا:

''ما من امرئٍ تكون له صلاة بليل فيغلبه عليها نوم إلا كتب له أجر صلاته وكان نومه عليه صدقة'' (۲)۔

جس شخص کا بھی رات میں اٹھ کر نماز پڑھنے کا معمول ہوتا ہے اور کبھی اس پر نیند غالب آجاتی ہے تو اس کے لئے اس نماز کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اوراس کی نینداس کے لئے صدقہ قرار پاتی ہے۔

(۱) بخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب: یکتب للمسافر ما کان یعمل فی الاقامۃ ۲۰۰/۴، حدیث نمبر: (۲۹۹۶)۔

(۲) ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب من نوی القیام فنام ۲۴/۲، حدیث نمبر: (۱۳۱۴)، نسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النھار، باب من کان لہ صلاۃ بلیل فغلبہ علیھا نوم ۲۷۵/۳، حدیث نمبر: (۱۷۸۴) اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (۲۰۴/۲) اور صحیح الجامع (۱۶۰/۵، حدیث نمبر: ۵۵۶۷) میں صحیح قرار دیا ہے۔

نیز فرمایا:

''من توضأ فأحسن الوضوء ثم خرج إلى المسجد فوجد الناس قد صلوا أعطاه الله مثل أجر من صلى وحضر لا ينقص ذلک من أجره شيئاً''(۱)۔

جوشخص خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر مسجد جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ لوگ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اسے مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا کرنے والوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے' اس سے اس کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

''من سأل الله الشهادة بصدق بلغه الله منازل الشهداء وإن مات على فراشه''(۲)۔

---

(۱) ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب فیمن خرج یرید الصلاۃ فسبق بھا ۱/۱۵۴، حدیث نمبر: (۵۶۴)، نسائی، کتاب الامامہ، باب حد ادراک الجماعۃ ۲/۱۱۱، حدیث نمبر: (۸۵۵) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: ''اس کی سند قوی ہے'' ۶/۱۳۷۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ ۳/۱۵۱۷، حدیث نمبر: (۱۹۰۹)۔

جوشخص اللہ تعالیٰ سے سچی نیت کے ساتھ شہادت مانگتا ہے، اللہ اسے شہیدوں کے مراتب تک پہنچاتا ہے خواہ اس کی موت اس کے بستر پر ہی ہو۔

یہ چیز اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر فضل واحسان پر دلالت کرتی ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر فرمایا:

''لقد تركتم بالمدينة أقواماً ما سرتم مسيراً ولا أنفقتم من نفقةٍ ولا قطعتم من وادٍ إلا وهم معكم فيه''، قالوا: يا رسول الله كيف يكونون معنا وهم بالمدينة؟ فقال: ''حبسهم العذر''(۱)۔

تم مدینہ میں کچھ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو کہ تم جس راستے سے بھی گزرتے ہو یا جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یا جو بھی وادی طے کرتے ہو وہ اس میں تمہارے ساتھ ہوتے ہیں، صحابہ نے عرض

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب من حبسه العذر عن الغزو ۳/۲۸۰، حدیث نمبر: (۲۸۳۹) ابوداود، کتاب الجهاد، باب الرخصة فی القعود من العذر ۳/۱۲، حدیث نمبر: (۲۵۰۸) الفاظ سنن ابوداود کے ہیں۔

کیا: اے اللہ کے رسول جب وہ مدینہ میں ہیں تو ہمارے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔

نیک نیتی کے سبب اللہ تعالیٰ معمولی عمل بھی گنا در گنا کر دیتا ہے، چنانچہ لو ہے (ہتھیار) سے لیس ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں قتال (جہاد) کروں یا اسلام لاؤں؟ آپ نے فرمایا: پہلے اسلام لاؤ پھر جہاد کرنا' اس نے اسلام قبول کیا اور پھر (اللہ کی راہ میں) لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''**عمل قليلاً وأجر كثيراً**'' اس نے تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر سے نوازا گیا (۱)۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام

---

(۱) متفق علیہ بروایت حضرت براء رضی اللہ عنہ: بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب: عمل صالح قبل الجہاد ۳/ ۲۷۱، حدیث نمبر: (۲۸۰۸) الفاظ صحیح بخاری ہی کے ہیں، مسلم، کتاب الامارة، باب ثبوت الجنة للشہید ۳/ ۱۵۰۹، حدیث نمبر: (۱۹۰۰)۔

ہوا' اللہ کے رسول ﷺ اسے اسلام کے احکام سکھا رہے تھے اور وہ اپنے اونٹ پر روانہ ہوا تھا کہ اس کے اونٹ کا پیر ایک نیولے کے سوراخ میں جا پھنسا اور اس نے اسے نیچے گرا دیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**عمل قليلاً وأجر كثيراً**''، تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر سے نوازا گیا، حماد نے اس بات کو تین بار دہرایا (۱)۔

نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ مباح اعمال میں برکت عطا فرماتا ہے جس پر بندہ کو ثواب ملتا ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''**إذا أنفق الرجل على أهله يحتسبها فهو له صدقة**'' (۲)۔

جب بندہ اپنے اہل وعیال پر حصول ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔

---

(۱) مسند امام احمد ۴/ ۳۵۷۔

(۲) متفق علیہ بروایت ابو مسعود رضی اللہ عنہ: بخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنیة والحسبة ولکل امرئ ما نویٰ ۱/ ۲۴، حدیث نمبر: (۵۵)، مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین والزوج والاولاد ۲/ ۶۲۵ حدیث نمبر: (۱۰۰۲)۔

اور نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''إنک لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله إلا أجرت عليها حتى ما تجعل في في امرأتک''(۱)۔

تم اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے جو کچھ بھی خرچ کروگے تمہیں اس پر اجر ملے گا' حتیٰ کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالوگے اس میں بھی (تمہیں اجر ملے گا)۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

''إنما الدنيا لأربعة نفرٍ: عبد رزقه الله مالاً وعلماً فهو يتقي فيه ربه ويصل فيه رحمه ويعلم لله فيه حقاً فهذا بأفضل المنازل، وعبد رزقه الله علماً ولم يرزقه مالاً فهو صادق النية يقول: لو أن لي مالاً

(۱) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنیہ ۱/۲۴، حدیث نمبر: (۵۶)، مسلم، کتاب الوصیہ، باب الوصیة بالثلث ۳/۱۲۵۰، حدیث نمبر: (۱۶۲۸)۔

لعملت فيه بعمل فلانٍ فهو بنيته فأجرهما سواءٌ، وعبد رزقه الله مالاً ولم يرزقه علماً فهو يخبط في ماله بغير علمٍ، لا يتقي فيه ربه ولا يصل فيه رحمه ولا يعلم لله فيه حقاً فهو بأخبث المنازل، وعبد لم يرزقه الله مالاً ولا علماً، فهو يقول: لو أن لي مالاً لعملت فيه بعمل فلان، فهو بنيته، فوزرهما سواءٌ''(۱)۔

دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے: ایک وہ بندہ جسے اللہ نے مال اور علم سے نوازا ہے' اس میں وہ اپنے رب سے ڈرتا اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ کے لئے حق جانتا ہے، ایسا شخص سب سے افضل مرتبہ پر فائز ہے، دوسرا وہ بندہ جسے اللہ نے علم سے

(۱) ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء مثل الدنیا اربعة نفر ۴/۵۶۲، حدیث نمبر: (۲۳۲۵) وابن ماجہ، کتاب الزھد، باب النیة، حدیث نمبر: (۴۲۲۸) ومسند احمد ۴/۱۳۰، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترمذی (۲/۲۷۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

نوازا ہے اور مال سے محروم کر رکھا ہے، لیکن وہ بندہ نیک نیت ہے کہتا (تمنا کرتا) ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح عمل (خرچ) کرتا، تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا، چنانچہ دونوں کا اجر یکساں اور برابر ہے، تیسرا وہ جسے اللہ نے مال عطا فرمایا ہے، لیکن علم سے محروم کر رکھا ہے' تو وہ بغیر علم کے اپنے مال میں تصرف کرتا ہے' نہ اس میں اللہ سے ڈرتا ہے، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس میں اللہ کا کوئی حق جانتا ہے' تو ایسا شخص بدترین درجہ کا آدمی ہے، چوتھا وہ بندہ جسے اللہ نے مال و دولت اور علم و آگہی دونوں سے محروم کر رکھا ہے' تو وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس میں فلاں (تیسرے) کی طرح تصرف کرتا' تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا، چنانچہ ان دونوں کا گناہ یکساں ہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

"إن الله عز وجل كتب الحسنات والسيئات ثم بين ذلک، فمن هم بحسنةٍ فلم يعملها كتبها الله عنده

حسنة كاملة ..."(۱)۔

اللہ عز وجل نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں، پھر اس کی وضاحت فرمائی' چنانچہ جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے عملاً انجام نہ دے سکا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس پوری نیکی لکھتا ہے۔

چوتھا مطلب: اخلاص کے فوائد وثمرات

اخلاص کے بڑے اچھے ثمرات اور بڑے عظیم اور جلیل القدر فوائد ہیں، ان میں سے چند فوائد درج ذیل ہیں:

۱- دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں اخلاص کے فضائل وثمرات میں سے ہیں۔

۲- اخلاص اعمال کی قبولیت کا سب سے عظیم سبب ہے، بشرطیکہ نبی

---

(۱) متفق علیہ بروایت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة اوسيئة ۷/ ۲۳۹، حدیث نمبر: (۶۴۹۱) ومسلم، کتاب الایمان، باب اذا هم العبد بحسنة كتبت له واذا هم بسيئة لم تكتب ۱/ ۱۱۷، حدیث نمبر: (۱۳۱)۔

کریم ﷺ کی اتباع شامل ہو۔

۳- اخلاص کے نتیجہ میں بندے کو اللہ کی اور پھر فرشتوں کی محبت حاصل ہوتی ہے' اور زمین (والوں کے دلوں) میں اس کی مقبولیت لکھ دی جاتی ہے۔

۴- اخلاص عمل کی اساس اور اس کی روح ہے۔

۵- اخلاص تھوڑے عمل اور معمولی دعا پر بیش بہا اجر اور عظیم ثواب عطا کرتا ہے۔

۶-مخلص کا ہر عمل جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو لکھا جاتا ہے، وہ عمل مباح ہی کیوں نہ ہو۔

۷-مخلص جس عمل کی بھی نیت کرے لکھ لیا جاتا ہے گرچہ اسے انجام نہ دے سکے۔

۸-مخلص اگر سو جائے یا بھول جائے تو معمول کے مطابق جو عمل کرتا تھا اسے لکھا جاتا ہے۔

۹- اگر مخلص بندہ بیمار ہو جائے یا حالت سفر میں ہو تو اس کے اخلاص کے سبب اس کے لئے وہی عمل لکھا جاتا ہے جو وہ حالت اقامت وصحت میں کیا کرتا تھا۔

۱۰- اخلاص کے سبب اللہ تعالیٰ امت کی مدد فرماتا ہے۔

۱۱- اخلاص آخرت کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔

۱۲- دنیا وآخرت کی مصیبتوں سے نجات اخلاص کے ثمرات میں سے ہے۔

۱۳- اخلاص کے سبب آخرت میں درجات کی بلندی حاصل ہوتی ہے۔

۱۴- (اخلاص کے سبب) گمراہی سے نجات (ملتی ہے)۔

۱۵- اخلاص ہدایت میں اضافہ کا سبب ہے۔

۱۶- لوگوں میں نیک نامی اخلاص کے ثمرات میں سے ہے۔

۱۷- دل کا اطمینان اور نیک بختی کا احساس ہوتا ہے۔

۱۸- دل (نفس) میں ایمان کی تزیین وآرائش ہوتی ہے۔

۱۹-مخلص لوگوں کی صحبت وہم نشینی کی توفیق ملتی ہے۔

۲۰-حسن خاتمہ نصیب ہوتا ہے۔

۲۱- دعاؤں کی قبولیت حاصل ہوتی ہے۔

۲۲-قبر میں نعمت اور شادمانی کی بشارت ملتی ہے۔

۲۳- جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات عطا ہوتی ہے۔

ان فوائد وثمرات کی دلیلیں کتاب وسنت میں بکثرت موجود ہیں (۱)۔

میں اللہ عزوجل سے اپنے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے قول وعمل میں اخلاص کا سوال کرتا ہوں۔

(۱) سابقہ دونوں مطالب میں ذکر کردہ امور اس پر دلالت کرتے ہیں، نیز دیکھئے: کتاب الاخلاص، از حسین العوایشہ، ص۶۴۔

دوسرا مبحث:

اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں

پہلا مطلب: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکیاں

یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ انسان کوئی نیک عمل کرے اور اس سے کسی دنیاوی ساز وسامان کا طالب ہو، یہ شرک ہے جو توحیدِ واجب کے کمال کے منافی اور عمل کو برباد کردینے والا ہے، یہ ریاکاری سے بھی سنگین تر ہے کیونکہ دنیا چاہنے والے کا ارادہ اس کے بہت سارے اعمال پر غالب ہوتا ہے، جبکہ ریاکاری اس کے کسی عمل میں پائی جاتی ہے اور کسی عمل میں نہیں پائی جاتی اور اس کے ساتھ باقی نہیں رہتی، اور مومن ان دونوں چیزوں سے دور رہتا ہے۔

ریا کاری اور انسان کے اپنے نیک عمل سے دنیا طلب کرنے کے درمیان فرق:

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ان میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، یعنی اس چیز میں دونوں مشترک ہیں کہ انسان اپنے عمل کو لوگوں کے سامنے مزین وآراستہ کر کے پیش کرے، تاکہ لوگ اسے دیکھ کر اس کی تعظیم اور مدح وستائش کریں، یہ ریا کاری اور دنیا طلبی دونوں ہے، کیونکہ اس میں لوگوں کے سامنے دکھاوا اور ان سے عزت اور مدح و ستائش کی طلب ہے۔

رہا دنیا کے لئے عمل کرنا تو وہ یہ ہے کہ کوئی شخص نیک عمل کرے جسے لوگوں کو دکھانا مقصود نہ ہو بلکہ کوئی دنیوی ساز وسامان مقصود ہو، جیسے کوئی کسی کی طرف سے حصول مال کی غرض سے حج کرے یا مال غنیمت کی خاطر جہاد کرے وغیرہ، یعنی ریا کار لوگوں کی مدح وستائش کے لئے عمل کرتا ہے جب کہ دنیا کے لئے عمل کرنے والا دنیوی ساز وسامان کے حصول کے لئے نیک عمل کرتا ہے، اور دونوں ہی خسارے اور گھاٹے میں ہیں۔

ہم اللہ عز وجل کے غضب کو واجب کرنے والی چیزوں اور اس کے دردناک عذاب سے اس کی پناہ چاہتے ہیں(۱)۔

کچھ ایسے نصوص وارد ہوئے ہیں جو دنیا وآخرت میں اس عمل والے کے خسارے اور گھاٹے پر دلالت کرتے ہیں، اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿من كان يريد الحياة الدنيا وزينتها نوف إليهم أعمالهم فيها وهم فيها لا يبخسون، أولئک الذين ليس لهم في الآخرة إلا النار وحبط ما صنعوا فيها وباطل ما كانوا يعملون﴾(۲)۔

جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہے ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ

---

(۱) دیکھئے: فتح المجید، ص۴۴۲ وتیسیر العزیز الحمید، ص۵۳۴۔

(۲) سورۃ ہود: ۱۵، ۱۶۔

انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان
کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

**﴿من كان يريد العاجلة عجلنا له فيها ما نشاء لمن
نريد ثم جعلنا له جهنم يصلاها مذموماً
مدحوراً﴾** (۱)۔

جس کا ارادہ اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم
یہاں جس قدر جس کے لئے چاہیں سردست دیتے ہیں، پھر ہم
اس کے لئے جہنم مقرر کردیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں دھتکارا
ہوا داخل ہوگا۔

نیز ارشاد ہے:

**﴿من كان يريد حرث الآخرة نزد له في حرثه ومن
كا ن يريد حرث الدنيا نؤته منها وماله في الآخرة**

(۱) سورۃ الاسراء:۱۸۔

من نصيب﴾ (۱)۔

جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں
گے، اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی
کچھ دے دیں گے اور ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

**﴿فمن الناس من يقول ربنا آتنا في الدنيا وما له في
الآخرة من خلاق﴾** (۲)۔

بعض لوگ ایسے (بھی) ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں
دنیا میں دے، ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

**"من تعلم علماً مما يبتغى به وجه الله عز وجل لا
يتعلمه إلا ليصيب به عرضاً من الدنيا لم يجد عرف**

(۱) سورۃ الشوریٰ:۲۰۔

(۲) سورۃ البقرہ:۲۰۰۔

الجنة يوم القيامة'' يعنى ريحها(۱)۔

جوکوئی اللہ عز وجل کی خوشنودی کی خاطر حاصل کیا جانے والاعلم محض کسی دنیوی ساز وسامان کے حصول کے لئے سیکھے وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

''لا تعلموا العلم لتباهوا به العلماء، ولا لتماروا به السفهاء، ولا لتخيروا به المجالس، فمن فعل ذلک فالنار النار''(۲)۔

اس مقصد سے علم نہ حاصل کرو کہ اس کے ذریعہ تم علماء پر فخر کرو، نہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ کم علموں سے بحث ومباحثہ کرو، اور نہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ مجلسوں کا انتخاب کرو، جس نے ایسا کیا

(۱) ابوداود، کتاب العلم، باب: فی طلب العلم لغیر اللہ ۳/۳۲۳، حدیث نمبر: (۳۶۶۴) ابن ماجہ، المقدمۃ، باب الانتفاع بالعلم ۱/۹۳، حدیث نمبر: (۲۵۲) اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۱/ ۴۸) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) ابن ماجہ، المقدمۃ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ ۱/۹۳، حدیث نمبر: (۲۵۴) اس =

اس کے لئے جہنم ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''لا تعلموا العلم لثلاث: لتماروا به السفهاء، وتجادلوا به العلماء، ولتصرفوا به وجوه الناس إليكم، وابتغوا بقولكم ما عند الله؛ فانه يدوم ويبقى وينفد ما سواه''(۱)۔

تین مقاصد کے لئے علم نہ حاصل کرو: تاکہ بےوقوفوں سے بحث ومباحثہ کرو، علماء سے جھگڑا اور مناظرہ کرو اور اس سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرو، بلکہ اپنے قول سے وہ چیز (جنت) طلب کرو جو اللہ کے پاس ہے، کیونکہ وہی چیز باقی رہنے الی ہے اور جو کچھ اس کے علاوہ ہے ختم ہو جانے والا ہے۔

= حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۱/ ۴۸) اور صحیح الترغیب (۱/ ۴۶) میں صحیح قرار دیا ہے، مذکورہ دونوں جگہوں پر اور بھی حدیثیں ہیں۔

(۱) سنن الدارمی ۱/۰۷ موقوفاً، وابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، المقدمۃ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ ۱/۹۶، حدیث نمبر: (۲۶۰) اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۱/ ۴۸) اور صحیح الترغیب والترھیب (۱/ ۴۸) میں حسن قرار دیا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اللہ کے لئے عمل کرنے والے کے لئے سعادت ونیک بختی کی ضمانت لی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

''من كانت الآخرة همه جعل الله غناه في قلبه، وجمع له شمله، وأتته الدنيا وهي راغمة، ومن كانت الدنيا همه جعل الله فقره بين عينيه، وفرق عليه شمله، ولم يأته من الدنيا إلا ماقدر له''(۱)۔

جس کی فکر آخرت (پر مرکوز) ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی مالداری اس کے دل میں کر دے گا، اس کے متفرق امور کو اکٹھا کر دے گا، اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہوکر آئے گی، اور جس کی فکر دنیا (پر

(۱) ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب: حدثنا قتیبۃ ۴/۶۴۲، حدیث نمبر: (۲۴۶۵) امام ابن ماجہ نے بھی اسی کے قریب قریب حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کتاب الزھد، ۲/۱۳۷۵، حدیث نمبر: (۴۱۰۵)، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع (۳۵۱/۵) اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (حدیث نمبر: ۹۵۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

مرکوز) ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی فقیری اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) کر دے گا، اس کے امور کو منتشر کر دے گا اور دنیا سے بھی اسے اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے لئے مقدر ہے۔

دوسرا مطلب: دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں

دنیا کی خاطر عمل کی کئی قسمیں ہیں، امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں سلف صالحین سے چار قسمیں منقول ہیں:

پہلی قسم: وہ نیک عمل جسے بہت سے لوگ اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کرتے ہیں، جیسے صدقہ، نماز، لوگوں پر احسان اور ظلم کی تلافی وغیرہ، جسے انسان خالص اللہ کے لئے کرتا یا چھوڑتا ہے، لیکن آخرت میں اس کا ثواب نہیں چاہتا، بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے مال کی حفاظت کرے اور بڑھائے، یا اس کی اور اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے یا اس پر اور اس کے اہل وعیال پر اپنی نعمتیں باقی رکھے، اسے جنت کے حصول اور جہنم سے نجات کی کوئی فکر نہیں ہوتی، تو ایسے شخص

کواس کے عمل کا ثواب دنیا ہی میں عطا کر دیا جاتا ہے، آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوگا، یہ قول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

دوسری قسم: یہ پہلی قسم سے بھی خطرناک اور بھیانک ہے، وہ یہ ہے کہ انسان نیک اعمال انجام دے اوراس کی نیت آخرت کے ثواب کی طلب نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانا ہو، یہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

تیسری قسم: یہ ہے کہ انسان نیک اعمال انجام دے اوراس سے مال مقصود ہو' مثال کے طور پر مال کی خاطر کسی کی طرف سے حج بدل کرے' اس سے رضائے الٰہی اور دار آخرت کا حصول مقصود نہ ہو' یا دنیا پانے کی غرض سے ہجرت کرے' یا مال غنیمت کی خاطر جہاد کرے' یا ڈگریوں کے حصول اور منصب پانے کے لئے علم حاصل کرے' ان تمام کاموں سے مطلقاً اللہ کی خوشنودی مقصود نہ ہو، یا مسجد کی ملازمت یا دیگر دینی ملازمتوں کے لئے قرآن کا علم حاصل کرے اور نماز کی پابندی کرے، اس سے ثواب کی خواہش مطلق طور پر نہ ہو۔

چوتھی قسم: یہ ہے کہ انسان خالص اللہ وحدہ لاشریک کے لئے اطاعت کا کام انجام دے' لیکن (ساتھ ہی) وہ اسلام سے خارج کر دینے والے کسی کفریہ عمل کا بھی مرتکب ہو' مثلاً کوئی شخص نواقض اسلام (اسلام کو توڑنے والی چیزوں) میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرے، یہ قسم حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے(۱)۔

لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ ان تمام چیزوں سے بچتا رہے جواس کے عمل کو برباد کر دینے والے اوراللہ کے غیظ وغضب کا سبب ہوں' نیز مسلمانوں کو ان تمام برے اعمال سے بھی بچنا چاہئے، ہم ان تمام چیزوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

تیسرا مطلب: ریاکاری کی خطرناکی اوراس کے نقصانات:

ریاکاری کی خطرناکی فرد' معاشرہ اور پوری امت پر بہت زیادہ ہے' کیونکہ ریاکاری سارے اعمال کو اکارت کر دیتی ہے، والعیاذ باللہ۔

---

(۱) دیکھئے: فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص۴۴۴ وتیسیر العزیز الحمید، ص۵۳۶ والقول السدید فی مقاصد التوحید للسعدی، ص۱۲۶۔

ریا کاری کی خطرنا کی درج ذیل امور میں ظاہر ہوتی ہے:

(۱) ریا کاری مسلمانوں کے لئے مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ألا أخبركم بما هو أخوف عليكم عندي من المسيح الدجال؟ قال: قلنا: بلى، فقال: الشرك الخفي أن يقوم الرجل يصلي فيزين صلاته لما يرى من نظر رجل"(۱)۔

کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک تمہارے لئے مسیح دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: ہاں کیوں نہیں، فرمایا: وہ شرک خفی ہے کہ آدمی کھڑا نماز پڑھے تو کسی شخص کو اپنی طرف دیکھتا ہوا دیکھ کر اپنی نماز اور سنوار لے۔

(۱) ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الریاء والسمعہ ۲/۱۴۰۶، حدیث نمبر: (۴۲۰۴) اسے علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۲/۴۱۰) میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲) ریا کاری بکریوں کے ریوڑ میں بھیڑیئے کے جا گھسنے سے بھی زیادہ تباہ کن ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

"ما ذئبان جائعان أرسلا في غنمٍ بأفسد من حرص المرء على المال والشرف لدينه"(۱)۔

بکریوں کے کسی ریوڑ میں بھیجے گئے دو بھوکے بھیڑیئے اتنا زیادہ نقصان دہ نہیں جتنا مال وشرف کا لالچ آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔

یہ ایک مثال ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ مال کے لالچ سے دین برباد ہو جاتا ہے، وہ اس طرح کہ مال انسان کو اللہ کی اطاعت سے غافل کر دے اور دین کے نام پر دنیوی شرف کا لالچ بھی دین کو خراب کر دیتا ہے، جب انسان کا مقصد ریا ونمود ہو۔

(۳) ریا کاری اعمال صالحہ کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے، کیونکہ

(۱) سنن ترمذی، کتاب الزھد، باب: حدثنا سوید، حدیث نمبر: (۲۳۷۶) ۴/۵۸۸، اسے علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ترمذی (۲/۲۸۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

ریا کاری اعمال صالحہ کی برکت ختم کر دیتی ہے، والعیاذ باللہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿کالذي ينفق ماله رئاء الناس ولا يؤمن بالله واليوم الآخر فمثله كمثل صفوان عليه تراب فأصابه وابل فتركه صلداً لا يقدرون على شيء مماكسبوا والله لا يهدي القوم الكافرين﴾(۱)۔

جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف (چکنے) پتھر کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زور دار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے ان ریا کاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہ ریا کاری کے وہ اثرات ہیں جو نیک عمل کو ایسے وقت میں کلی طور پر

(۱) سورۃ البقرہ:۲۶۴۔

مٹا دیتے ہیں جب انسان (نیک عمل کرنے والا) مجبور ہو کر رہ جاتا ہے اور اسے اس عمل کو لوٹانے کی استطاعت نہیں ہوتی۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أيود أحدكم أن تكون له جنة من نخيل وأعناب تجري من تحتها الأنهار له فيها من كل الثمرات وأصابه الكبر وله ذرية ضعفاء فأصابها إعصار فيه نار فاحترقت كذلك يبين الله لكم الآيات لعلكم تتفكرون﴾(۱)۔

کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو، جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور ہر قسم کے پھل موجود ہوں، اور اس شخص کا بڑھاپا آ گیا ہو اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں اور اچانک باغ کو بگولا لگ جائے جس میں آگ بھی ہو، پس وہ باغ جل جائے، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے

(۱) سورۃ البقرہ:۲۶۶۔

آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم غور وفکر کرو۔

چنانچہ اس عمل صالح کی مثال میوہ جات سے بھرپور عظیم باغ کی سی ہے، تو کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوسکتا ہے جو یہ چاہے کہ ان میوہ جات اور اس عظیم باغ کا مالک ہو، اور پھر ریا کاری کر کے اسے کلی طور پر مٹا دے، جبکہ وہ اس کا شدید حاجت مند بھی ہو؟ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے (حدیث قدسی میں) اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"أنا أغنى الشركاء عن الشرك، من عمل عملاً أشرك معي فيه غيري تركته وشركه"(۱)۔

میں شرک سے تمام شریکوں سے زیادہ بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا جس میں میرے علاوہ کسی اور کو شریک کیا تو میں اسے اور اس کے شرک (دونوں) کو ترک کردیتا ہوں۔

اور حدیث میں ہے:

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ ۴/۲۲۸۹، حدیث نمبر: (۲۹۸۵)۔

"إذا جمع الله الأولين والآخرين ليوم القيامة، ليوم لا ريب فيه نادى منادٍ: من كان أشرك في عمل عمله لله أحداً فليطلب ثوابه من عند غير الله، فإن الله أغنى الشركاء عن الشرك"(۱)۔

جب اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین (اگلوں اور پچھلوں) کو قیامت کے روز جس کی آمد میں کوئی شک نہیں، جمع کرے گا، تو ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا: جس نے اللہ کے لئے کئے ہوئے کسی عمل میں کسی غیر کو شریک کیا ہو وہ اس کا ثواب بھی اسی غیر اللہ سے طلب کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے تمام شریکوں سے زیادہ بے نیاز ہے۔

(۴) ریا کاری آخرت کے عذاب کا سبب ہے، اسی لئے قیامت کے

(۱) سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ الکھف ۵/۳۱۴، حدیث نمبر: (۳۱۵۴) بروایت حضرت ابوسعد بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الریاء والسمعۃ ۲/۱۴۰۶، حدیث نمبر: (۴۲۰۳) اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترھیب (۱/۱۸) اور صحیح سنن ترمذی (۳/۷۴) میں حسن قرار دیا ہے۔

دن سب سے پہلے جن لوگوں سے جہنم بھڑکائی جائے گی وہ تین قسم کے لوگ ہوں گے : قاریٔ قرآن٬ مجاہد اور اپنے مال کا صدقہ کرنے والا٬ جنھوں نے اس لئے یہ اعمال انجام دیئے تھے تاکہ کہا جائے کہ 'فلاں قاری ہے٬ 'فلاں بڑا بہادر ہے٬ اور 'فلا بڑا سخی اور خیرات کرنے والا ہے ان کے اعمال خالص اللہ کی رضا کے لئے نہ تھے(۱)۔

(۵) ریاکاری٬ ذلت وخواری اور پستی ورسوائی کا سبب ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''من سمّع سمّع الله به، ومن يرائي يرائي الله به''(۲)۔

جوشخص شہرت کے لئے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب

(۱) دیکھئے: اس سلسلہ میں وارد حدیث صحیح مسلم میں ہے، کتاب الامارة، باب من قاتل للریاء والسمعة استحق النار ۱۵۱۴/۳، حدیث نمبر: (۱۹۰۵)۔

(۲) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعة ۲۴۲/۷، حدیث نمبر: (۶۴۹۹)، صحیح مسلم ،کتاب الزهد، باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ ۲۲۸۹/۴، حدیث نمبر: (۲۹۸۶)۔

ظاہر کردے گا اور جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا اللہ اسے رسوا کردے گا۔

(۶) ریاکاری آخرت کے ثواب سے محروم کردیتی ہے٬ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''بشر هذه الأمة بالسناء (۱) والدين، والرفعة، والتمكين في الأرض، فمن عمل منهم عمل الآخرة للدنيا لم يكن له في الآخرة من نصيب''(۲)۔

اس امت کو برتری٬ دین٬ رفعت وبلندی اور زمین میں اقتدار کی بشارت دیدو٬ چنانچہ ان میں سے جس نے آخرت کا کوئی عمل دنیا کے لئے انجام دیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

(۱) اس کے معنیٰ رتبہ کی بلندی کے ہیں کیونکہ ''سناء'' بلندی کو کہتے ہیں، دیکھئے: المصباح المنیر ۲۹۳/۱۔

(۲) مسند احمد ۱۳۴/۵، مستدرک حاکم ۴۱۸/۴، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب (۱/ ۱۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۷) ریا کاری امت کی شکست اور پسپائی کا سبب ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"إنما ينصر الله هذه الأمة بضعيفها، بدعوتهم، وصلاتهم، وإخلاصهم"(۱)۔

بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کی نصرت ان کے کمزوروں کی دعاء ان کی نماز اور ان کے اخلاص کے ذریعہ فرماتا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ کے لئے اخلاص دشمنوں کے خلاف امت کی نصرت و مدد کا سبب ہے، نیز ریا کاری امت کی شکست اور پسپائی کا سبب ہے۔

(۸) ریا کاری گمراہی میں اضافہ کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے منافقین کے

---

(۱) اس حدیث کو امام نسائی نے انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، کتاب الجهاد، باب الاستنصار بالضعيف ۶/ ۴۵، حدیث نمبر: (۳۱۷۸) اور اس حدیث کی اصل صحیح بخاری میں ہے، کتاب الجهاد والسير ، باب من استعان بالضعفاء والصالحين في الحرب ۳/ ۲۹۶، حدیث نمبر: (۲۸۶۹) اسے علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب (۱/ ۶) میں صحیح قرار دیا ہے۔

سلسلہ میں فرمایا:

﴿يخادعون الله والذين آمنوا وما يخدعون إلا أنفسهم وما يشعرون، في قلوبهم مرض فزادهم الله مرضاً ولهم عذاب أليم بما كانوا يكذبون﴾(۱)۔

وہ اللہ تعالیٰ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری تھی تو اللہ نے ان کی بیماری میں مزید اضافہ کر دیا، اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

چوتھا مطلب: ریا کاری کی قسمیں اور اس کی باریکیاں

ریا کاری کی قسمیں بہت زیادہ ہیں، ہم ان سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، یہ قسمیں حسب ذیل ہیں:

۱- بندہ کا مقصود اللہ کے علاوہ (کچھ اور) ہو اور اس کی خواہش یہ ہو کہ

---

(۱) سورۃ البقرہ: ۹، ۱۰۔

لوگ اس کے کارنامے کو جانیں' اخلاص بالکل مقصود نہ ہو' نعوذ باللہ من ذلک، تو یہ نفاق کی ایک قسم ہے۔

۲- بندہ کا مقصود اللہ کی رضا ہو لیکن جب لوگوں کو اس کی اطلاع ہو جائے تو وہ عبادت میں اور چاق و چوبند ہو جائے اور اسے خوب بنائے سنوارے' یہ باطن کا شرک ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''أيها الناس إياكم وشرك السرائر'' قالوا: يا رسول الله: وما شرك السرائر؟ قال: ''يقوم الرجل فيصلي فيزين صلاته جاهداً لما يرى من نظر الناس إليه، فذلك شرك السرائر''(۱)۔

اے لوگو! باطن کے شرک سے بچو، صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! باطن کا شرک کیا ہے؟ فرمایا: آدمی نماز پڑھے' پھر لوگوں کو اپنی طرف دیکھتا ہوا دیکھ کر اپنی نماز کو قصداً بنائے

(۱) اسے امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ۲/ ۶۷، حدیث نمبر: (۹۳۷) اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے ۲/ ۲۹۱، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب و الترھیب (۱/ ۷) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

سنوارے' یہ باطن کا شرک ہے۔

۳- بندہ اللہ کے واسطے عبادت میں داخل ہو اور اللہ ہی کے واسطے عبادت سے نکلے' پھر اس چیز کا لوگوں کو علم ہو جائے اور اس پر اس کی تعریف ہو تو اس تعریف سے اس کے دل کو سکون واطمینان حاصل ہو اور وہ مزید اس بات کی تمنا کرے کہ لوگ اس کی تعریف وتوصیف کریں اور اسے دنیوی مطلوب حاصل ہو جائے، یہ خوشی ومسرت' تعریف کی مزید خواہش اور اپنے مطلوب کے حصول کی تمنا' وغیرہ پوشیدہ ریا کاری پر دلالت کرتی ہیں۔

۴- جسمانی ریا کاری: جیسے کوئی شخص چہرے کی زردی اور جسم کی کمزوری ظاہر کرے' اس سے لوگوں کو یہ دکھانا مقصود ہو کہ وہ بڑا عبادت گزار ہے اور اس پر آخرت کا خوف غالب ہے' اور کبھی کبھار ریا کاری آواز کی پستی اور ہونٹوں کی پژمردگی سے بھی ہوتی ہے تاکہ لوگوں کو یہ شعور دے کہ وہ روزے سے ہے۔

۵- لباس یا وضع قطع کے ذریعہ ریا کاری: جیسے کوئی شخص پیوند لگے

کپڑے پہنے تا کہ لوگ کہیں کہ یہ دنیا سے بڑا بے رغبت (قلندر) انسان ہے، یا کوئی ایسا لباس پہنے جسے ایک خاص طبقے کے لوگ پہنتے ہوں جنھیں لوگ علماء کی فہرست میں شمار کرتے ہوں، وہ یہ لباس اس لئے پہنے تا کہ اسے بھی عالم کہا جائے۔

۶-قولی ریا کاری: یہ عام طور پر وعظ ونصیحت نیز بحث وتکرار، مناظرہ اور زیادتیٔ علم کے اظہار کے لئے احادیث وآثار کے حفظ کے ذریعہ دین داروں میں پائی جاتی ہے۔

۷-عملی ریا کاری: جیسے دکھاوے کے لئے، نمازی کا نماز، رکوع اور سجدہ وغیرہ طویل کرنا اور خشوع وخضوع ظاہر کرنا، نیز روزے، حج اور صدقہ میں ریا کاری۔

۸-ساتھیوں اور ملاقاتیوں کے ذریعہ ریا کاری: جیسے کوئی شخص بہ تکلف کسی عالم کی زیارت (ملاقات) طلب کرے، تا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں تو فلاں کی زیارت (ملاقات) کے لئے گیا تھا۔ اسی طرح اپنی زیارت کے لئے لوگوں کو دعوت دینا، تا کہ یہ شہرہ ہو کہ دیندار لوگ اس کے پاس آتے رہتے ہیں۔

۹-لوگوں کے درمیان اپنی ذات کی مذمت کے ذریعہ ریا کاری: اور اس سے اس کا مقصد لوگوں کو یہ دکھانا ہو کہ وہ بڑا متواضع اور خاکسار آدمی ہے، تا کہ ان کے نزدیک اس کا مقام بڑھ جائے اور اسے بیان کر کے لوگ اس کی مدح وستائش کریں، یہ ریا کاری کی باریک قسموں میں سے ہے۔

۱۰-ریا کاری کی باریکیوں اور اسرار میں سے یہ بھی ہے کہ عمل کرنے والا اپنی نیکی چھپائے، اس طور پر کہ وہ یہ نہ چاہے کہ لوگوں کو اس کی اطاعت (نیکیوں) کی اطلاع ہو اور نہ ہی اس کے ظاہر ہونے سے اسے خوشی ہو، لیکن اس کے باوجود جب وہ لوگوں کو دیکھے تو اس کی خواہش یہ ہو کہ لوگ اس سے سلام کرنے میں پہل کریں، اس سے خندہ پیشانی اور احترام سے ملیں، اس کی تعریف وتوصیف کریں، گرمجوشی سے اس کی ضرورت پوری کریں اور خرید وفروخت میں اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں، اور اگر یہ سب کچھ نہ حاصل ہو تو اپنے دل میں رنج وتکلیف محسوس کرے، گویا وہ اپنی خفیہ نیکیوں پر عزت واحترام کا طلبگار اور خواہش مند ہے۔

۱۱- ریا کی باریکیوں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اخلاص کو اپنے

مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بیان کیا جاتا ہے کہ ابوحامد غزالی کو معلوم ہوا کہ جو شخص چالیس روز تک اللہ کے لئے اخلاص اپنائے گا تو 'حکمت' اس کے دل سے نکل کر اس کی زبان پر جاری ہوجائے گی (ابوحامد غزالی) فرماتے ہیں کہ: میں نے بھی چالیس روز تک اخلاص اپنایا تو کچھ بھی نہ ہوا، میں نے ایک عارف باللہ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو انھوں نے مجھ سے کہا: تم نے حکمت کے لئے اخلاص اپنایا تھا' اللہ کے لئے نہیں (اس لئے کوئی نتیجہ نہیں نکلا) (۱)۔

یہ اس طرح کہ انسان کا مقصد کبھی حکمت و بردباری یا اپنے حق میں لوگوں کی تعظیم وتعریف کا حصول یا اس کے علاوہ دیگر مقاصد ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ عمل اللہ کے لئے اخلاص اور اس کی رضا جوئی کے لئے انجام نہیں پایا بلکہ اس مقصد کے حصول کی خاطر انجام پایا ہے۔

---

(۱) دیکھئے: درء تعارض العقل والنقل از ابن تیمیۃ ۶/۶۶، منہاج القاصدین، ص ۲۱۴ تا ۲۲۱، الاخلاص از عوائشۃ، ص ۲۴، الاخلاص والشرک الاصغر، از ڈاکٹر عبد العزیز بن عبداللطیف، ص ۹، الریاء، از سلیم ہلالی، ص ۱۷۔

پانچواں مطلب: ریا کی قسمیں اور عمل پر اس کا اثر

ریاکاری (اللہ ہمیں اس سے پناہ عطا فرمائے) کی کئی قسمیں اور درجات ہیں، ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان سے بچنے کے لئے ان کی معرفت حاصل کرے۔ یہ قسمیں حسب ذیل ہیں:

(۱) عمل سراسر دکھاوا ہو، اس کا مقصد مخلوق کو دکھاوے کے سوا کچھ نہ ہو، جیسا کہ منافقین کا حال ہے:

﴿وإذا قاموا إلى الصلاة قاموا كسالى يراءون الناس ولا يذكرون الله إلا قليلا﴾ (۱)۔

اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں۔

یہ خالص ریاکاری کسی مومن سے فرض نماز یا روزے میں تو صادر نہیں

---

(۱) سورۃ النساء: ۱۴۲۔

ہوسکتی، البتہ واجب صدقہ یا حج یا ان کے علاوہ دیگر ظاہری اعمال میں صادر ہوسکتی ہے، اس عمل کے بطلان نیز اس کے مرتکب کے اللہ کے غیظ وغضب اور عذاب کے مستحق ہونے میں کوئی شک نہیں، والعیاذ باللہ۔

(۲) عمل تو اللہ کے لئے ہو لیکن شروع سے اخیر تک اس میں ریاکاری شامل ہو، تو ایسا عمل بھی صحیح نصوص کی روشنی میں باطل اور رائیگاں ہے۔

(۳) اصل عمل تو خالص اللہ کے لئے ہو، پھر عبادت کے دوران اس میں ریاکاری کی نیت شامل ہوگئی ہو، تو ایسی عبادت دو حالتوں سے خالی نہیں:

(الف) یہ کہ عبادت کے ابتدائی حصہ کا آخری حصہ سے ربط نہ ہو، ایسی حالت میں عبادت کا ابتدائی حصہ ہر صورت میں صحیح اور آخری حصہ ہر صورت میں باطل ہے، اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک انسان کے پاس بیس ریال تھے جنھیں وہ صدقہ کرنا چاہتا تھا، تو ان میں سے دس ریال تو اس نے خالص اللہ کے لئے صدقہ کئے، پھر بقیہ دس ریالوں میں ریاکاری شامل ہوگئی، تو پہلا صدقہ مقبول ہے اور دوسرا صدقہ باطل، کیونکہ اس میں

اخلاص کے ساتھ ریاکاری شامل ہوگئی ہے۔

(ب) یہ کہ عبادت کے ابتدائی حصہ کا آخری حصہ سے ربط اور تعلق ہو، ایسی صورت میں وہ انسان دو حالتوں سے خالی نہیں:

پہلی حالت: یہ ہے کہ ریاکاری اس کے دل میں کھٹکی ہو پھر اس نے اسے دفع کر دیا ہو اور اس کی طرف التفات نہ کیا ہو، بلکہ اس سے اعراض اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہو، اس صورت میں بلا اختلاف ریاکاری سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"إن الله تجاوز لأمتي ما حدثت به أنفسها ما لم يتكلموا أو يعملوا"(۱)۔

بیشک اللہ عزوجل نے میری امت کے دلوں میں کھٹکنے والی چیزوں کو معاف کر دیا ہے، جب تک کہ وہ اسے کہہ نہ دیں یا اس پر عمل نہ کر لیں۔

(۱) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: تجاوز اللہ عن حدیث النفس والخواطر بالقلب اذا لم تستقر ۱/۱۱٦، حدیث نمبر: (۱۲۷)۔

دوسری حالت: یہ ہے کہ ریا کاری اس کے ساتھ بدستور لگی رہے اور وہ اس سے مطمئن ہو، اسے دفع بھی نہ کرے بلکہ اس سے خوش ہو، ایسی حالت میں صحیح رائے کے مطابق اس کی پوری عبادت باطل اور ضائع ہو جائے گی، کیونکہ اس کا ابتدائی حصہ آخری حصہ سے مربوط ہے(۱)۔

(۴) ریا کاری عبادت سے فارغ ہونے کے بعد ہو(۲)، چنانچہ اگر مسلمان خالص اللہ کے لئے عمل کرے، پھر اللہ اس تعلق سے مسلمانوں کے دلوں میں اچھی مدح وثنا ڈال دے اور وہ اللہ کے فضل ورحمت سے خوش ہو جائے، اور یہ اس کے لئے باعث مسرت ہو، تو اس سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کی بابت پوچھا گیا جو خالص اللہ کی رضا کے لئے بھلائی کا عمل کرے اور پھر لوگ اس کی تعریف و ستائش کریں، تو آپ نے فرمایا:

---

(۱) ان قسموں کو بالتفصیل جاننے کے لئے دیکھیں: جامع العلوم والحکم از ابن رجب ۱/۷۹تا۸۴، فتح المجید، ص: ۴۳۸، فتاوی ابن عثیمین ۲/۲۹۔

(۲) دیکھئے: فتاویٰ ابن عثیمین ۲/۳۰۔

"تلک عاجل بشری المؤمن"(۱)۔

یہ مومن کے لئے فوری خوشخبری ہے۔

چھٹا مطلب: ریا کاری کے اسباب ومحرکات

ریا کاری کی بنیاد اور اصل 'جاہ ومرتبہ' کی محبت ہے، اور جس کے دل پر اس چیز کی محبت غالب آجاتی ہے اس کی ساری فکر مخلوق کی رعایت، ان کا چکر لگانے اور ان کے دکھاوے میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے، اور وہ اپنے تمام تر اقوال وافعال اور جملہ تصرفات میں ہمیشہ ان چیزوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جن سے لوگوں کے نزدیک اس کا مقام ومرتبہ اونچا ہو۔ بیماری اور مصیبت کی یہی جڑ اور اساس ہے، کیونکہ جس شخص کو بھی اس کی خواہش ہوتی ہے اسے عبادت میں ریا کاری اور ممنوع وحرام کاموں کا ارتکاب لامحالہ کرنا پڑتا ہے۔

یہ بڑا دقیق اور پیچیدہ باب ہے جسے اللہ عزوجل کا علم ومعرفت رکھنے اور اس سے محبت کرنے والے ہی جان سکتے ہیں۔

اگر اس سبب اور تباہ کن مرض کی تفصیل کی جائے تو وہ درج ذیل تین

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب ۴/۲۰۳۴، حدیث نمبر: (۲۶۴۲)۔

اصولوں کی طرف لوٹے گا:

۱-حمد وثنا اور مدح وستائش کی لذت کی محبت وچاہت۔

۲-**مذمت** و برائی سے فرار۔

۳-لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس کی لالچ (۱)۔

ان باتوں کی شہادت حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کردہ باتوں سے ملتی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: آدمی بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھانے کے لئے جہاد کرتا ہے، اور غیرت وحمیت کی وجہ سے جہاد کرتا ہے' اور دکھاوے کی خاطر جہاد کرتا ہے' تو ان میں سے کون اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا) ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله''(۲)۔

(۱) مختصر منہاج القاصدین، از ابن قدامہ ص:۲۲۱،۲۲۲۔

(۲) متفق علیہ: بخاری، کتاب الجهاد والسير ، باب من قاتل لتكون كلمة الله هی العليا، ۳/۲۷۲، حدیث نمبر: (۲۸۱۰)، مسلم، کتاب الصلاۃ، باب من قاتل لتكون كلمة الله هی العليا فهو فی سبيل الله ۳/۱۵۱۲، حدیث نمبر: (۱۹۰۴)۔

جو اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لئے جہاد کرے وہ اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا) ہے۔

چنانچہ اس شخص کا یہ کہنا کہ **''بہادری کے جوہر دکھانے کے لئے جہاد کرتا ہے''** کا مفہوم یہ ہے کہ تاکہ اس کا نام لیا جائے' اس کی قدردانی ہو اور اس کی مدح وثنا کی جائے۔

اور **''غیرت وحمیت کی وجہ سے جہاد کرتا ہے''** کا مطلب یہ ہے کہ وہ مغلوب ومقہور ہونے یا مذمت کئے جانے سے نفرت کرتا ہے۔

اور **''دکھاوے کی خاطر جہاد کرتا ہے''** کا معنیٰ یہ ہے کہ تاکہ اس کی بہادری اور جواں مردی دیکھی جائے، اور یہی دلوں میں جاہ ومنزلت کی لذت ہے۔

اور کبھی انسان مدح وستائش کی خواہش کرتا ہے لیکن **مذمت** سے ڈرتا ہے' جیسے بہادروں کے درمیان بزدل' لہٰذا وہ **مذمت** کے خوف سے پامردی کا ثبوت دیتا ہے' راہ فرار اختیار نہیں کرتا، اسی طرح کبھی انسان جہالت سے متہم کئے جانے کے خوف سے بلاعلم فتویٰ دیدیتا ہے۔

چنانچہ یہی تین چیزیں ریاکاری کا سبب اور اصل محرک ہیں‘ لہٰذا ان سے بچ کر رہیں!!

ساتواں مطلب:

اخلاص کے حصول کے طریقے اور ریاکاری کا علاج

یہ بات معلوم ہوگئی کہ ریاکاری عمل کو ضائع کرنے والی‘ اللہ کے غضب اور ناراضگی کا سبب‘ ہلاک کرنے والی اور مسلمانوں کے لئے مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اور جس چیز کی یہ حالت ہو وہ اس قابل ہے کہ پوری جانفشانی سے اس کا ازالہ وعلاج کیا جائے اور اس کی رگیں اور جڑیں کاٹ کر رکھ دی جائیں۔

ریاکاری کے ازالہ وعلاج اور اخلاص کے حصول کے چند طریقے حسب ذیل ہیں:

(۱) دنیا کی خاطر عمل اور ریاکاری کے انواع واقسام اور اسباب و محرکات کی معرفت حاصل کرنا اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکنا‘ اسباب و

محرکات کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

(۲) اہل سنت و جماعت کے مذہب کے مطابق کتاب وسنت پر مبنی اللہ کے اسماء وصفات اور افعال کی صحیح معرفت کے ذریعہ اللہ کے جلال وعظمت کا علم حاصل کرنا‘ کیونکہ جب بندہ کو اس بات کا علم ہوگا کہ اللہ واحد ہی تنہا نفع ونقصان‘ عزت وذلت‘ پستی وبرتری‘ دینے نہ دینے اور مارنے جلانے کا مالک‘ خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینوں میں پوشیدہ رازوں کا جاننے والا ہے، نیز یہ کہ اللہ وحدہ لاشریک ہی تنہا مستحقِ عبادت ہے، تو یہ ساری چیزیں اخلاص اور اللہ کے ساتھ سچائی پیدا کریں گی، لہٰذا توحید کی تمام قسموں کی صحیح معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۳) آخرت میں اللہ عزوجل کی تیار کردہ نعمت وعذاب‘ موت کی ہولناکیوں اور عذاب قبر وغیرہ کی معرفت حاصل کرنا‘ کیونکہ جب بندہ کو ان چیزوں کا علم ہوگا اور وہ سمجھ دار ہوگا تو ریاکاری ترک کرکے اخلاص اپنائے گا۔

(۴) دنیا کے لئے عمل کرنے نیز عمل کو ضائع کرنے والی ریاکاری کی

خطرنا کی سے ڈرنا‘ کیونکہ جو کسی چیز سے ڈرتا ہے وہ اس سے بچتا رہتا ہے اور نجات پاتا ہے‘ اور جو ڈرتا ہے وہ منہ اندھیرے سفر شروع کرتا ہے اور جو منہ اندھیرے سفر شروع کرتا ہے وہ منزل پالیتا ہے۔

لہٰذا آدمی کے لئے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ جب اس کی خواہش مدح وستائش کی آفت کی طرف جھنجھوڑے (آمادہ کرے) تو اپنے نفس کو ریاکاری کی آفتوں اور اللہ کی ناراضگی کی یاد دلائے‘ اور جسے لوگوں کی محتاجگی اور کمزوری کا علم ہوتا ہے وہ راحت محسوس کرتا ہے، جیسا کہ بعض سلف نے کہا ہے: ”اپنی ذات سے ریاکاری کے اسباب زائل کرنے کے لئے نفس سے جہاد کرو اور کوشش کرو کہ لوگ تمہارے نزدیک بچوں اور چوپایوں کی طرح ہوں‘ ان کے وجود اور عدم وجود میں اور انہیں تمہاری عبادت کے علم ہونے یا نہ ہونے میں ان تمام صورتوں میں تم اپنی عبادت میں کوئی فرق نہ کرو بلکہ تنہا اللہ کے باعلم ہونے پر اکتفا کرو(۱)۔

اللہ وحدہ لاشریک کے فضل وکرم اور پھر عمل کی بربادی کے خوف ہی

(۱) دیکھئے: الاخلاص والشرک الاصغر، ص ۱۵۔

سے اہل علم وایمان ریاکاری اور عمل کی بربادی سے محفوظ رہے، حضرت محمد بن لبید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”إن أخوف ما أخاف عليكم الشرك الأصغر“ قالوا: وما الشرك الأصغر يا رسول الله؟ قال: ”الرياء، يقول الله عز وجل لهم يوم القيامة إذا جزى الناس بأعمالهم: اذهبوا إلى الذين كنتم تراؤون في الدنيا فانظروا هل تجدون عندهم جزاءً“(۱)۔

مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم پر خوف ہے وہ شرک اصغر ہے‘ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا: ریاکاری‘ قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا‘ تو ریاکاروں سے کہے گا: دنیا میں جنہیں دکھانے کے لئے تم اعمال کیا کرتے تھے انہی کے پاس جاؤ‘ دیکھو

(۱) مسند احمد بن حنبل ۵/ ۴۲۸، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع (۲/ ۴۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

کیاان کے پاس تمہیں بدلہ ملتا ہے؟(توانہی سے لےلو)۔

اور اسی عظیم خطرہ کے سبب حضرات صحابۂ کرام' تابعین اور اہل علم و ایمان اس خطرناک بلا و مصیبت سے ڈرتے رہے، اس قبیل کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

(الف) اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿والـــذين يؤتون مـــا آتوا وقلوبهم وجلة أنهم إلى ربهم راجعون﴾(۱)۔

اور جولوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ شخص مراد ہے جو زنا' چوری اور شراب خوری کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

''لا يا بنت أبي بكر (أو بنت الصديق) ولكنه الرجل

(۱) سورۃ المؤمنون:۶۰۔

يصـــوم ويتصـــدق ويصلي وهو يخـــاف ألا يتقبل منـــــــه''(۱)۔

نہیں! اے ابوبکر (یا صدیق) کی بیٹی! بلکہ یہ وہ شخص ہے جو روزے رکھتا ہے' صدقہ کرتا ہے اور نمازیں پڑھتا ہے پھر بھی اسے اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ اس کی نیکیاں قبول نہ ہوں۔

(ب) ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''میں نے نبی کریم ﷺ کے تیس صحابہ کو پایا' وہ سب کے سب اپنے آپ پر نفاق کا خطرہ محسوس کرتے تھے، ان میں سے کوئی بھی یہ نہ کہتا تھا کہ وہ جبریل و میکائیل علیہما السلام کے ایمان پر ہے''(۲)۔

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب: التوقی فی العمل ۱۴۰۴/۲، حدیث نمبر:(۴۱۹۸) ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ المؤمنون ۵/ ۳۲۷، حدیث نمبر:(۳۱۷۵) اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، حدیث نمبر:(۱۶۲) اور صحیح سنن ابن ماجہ (۴۰۹/۲) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) صحیح بخاری تعلیقاً بصیغۂ جزم ویقین، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:''اسے ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں بسند متصل روایت کیا ہے'' دیکھئے: فتح الباری ۱/ ۱۱۰۔

(ج) حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے جب بھی اپنے قول کو اپنے عمل پر پیش کیا تو مجھے خوف ہوا کہ میں جھٹلانے والا نہ ہوں''(۱)۔

(د) حضرت حسن رحمہ اللہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''(ریاکاری) سے مومن ہی ڈرتا ہے اور اس سے منافق ہی مامون ہوتا ہے''(۲)۔

(ھ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں' کیا تم سے رسول اللہ ﷺ نے میرا نام بھی منافقوں میں سے بتایا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں، لیکن آپ کے بعد میں کسی اور کا تزکیہ نہیں کروں گا''(۳)۔

---

(۱) بخاری مع فتح الباری تعلیقاً بصیغۂ جزم ویقین، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''اسے مصنف (امام بخاری) نے ''التاریخ'' میں بسند متصل روایت کیا ہے، دیکھئے: فتح الباری ۱/۱۱۰۔

(۲) بخاری مع فتح الباری، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''اسے جعفر الفریابی نے کتاب صفات المنافقین میں بسند متصل روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: فتح الباری ۱/۱۱۱۔

(۳) ابن کثیر نے اس سے ملتے جلتے الفاظ میں البدایۃ والنھایۃ میں ذکر کیا ہے ۵/۱۹، نیز دیکھئے: صفات المنافقین از ابن القیم، ص ۳۶۔

(و) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: ''اے اللہ! میں نفاق کے خشوع سے تیری پناہ چاہتا ہوں، دریافت کیا گیا: نفاق کا خشوع کیا ہے؟ تو فرمایا: تم دیکھو کہ جسم سے تو خشوع کا اظہار ہو رہا ہے مگر دل خشوع سے خالی ہے''(۱)۔

(ز) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''اگر مجھے یقین ہو جائے کہ اللہ نے میری ایک نماز قبول فرمالی ہے، تو یہ میرے نزدیک دنیا اور اس کی ساری نعمتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إنما يتقبل الله من المتقين﴾ (۲)۔

بیشک اللہ عزوجل متقیوں ہی سے قبول فرماتا ہے''(۳)۔

(ک) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے

---

(۱) اسے امام ابن القیم نے صفات المنافقین میں ذکر کیا ہے، ص ۳۶۔

(۲) سورۃ المائدہ: ۲۷۔

(۳) اسے امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے، ۲/۴۱، اور ابن ابی حاتم کی طرف منسوب کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ایک سوبیس انصاری صحابہ کو پایا' ان میں سے کسی سے بھی کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو ہر ایک یہی چاہتا کہ اس کا بھائی (مسئلہ بتا کر) اس کی طرف سے کفایت کردے (۱)۔

(۵) اللہ کی مذمت سے فرار' کیونکہ لوگوں کی مذمت سے فرار اختیار کرنا ریا کاری کے اسباب میں سے ہے' لیکن عقل مند جانتا ہے کہ اللہ کی مذمت سے بچنا زیادہ ضروری ہے، کیونکہ اللہ کی مذمت عیب کی چیز ہے' جیسا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ) میری تعریف باعث زینت ہے اور میری مذمت عیب دار کرنے والی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ذاک الله'' (۲)۔

یہ اللہ کی خصوصیت ہے۔

---

(۱) سنن دارمی ۱/۵۳، کتاب الزھد از ابن المبارک ۱/۱۴۰، حدیث نمبر: (۴۹)۔

(۲) مسند احمد ۳/۴۸۸، ۶/۳۹۴، بروایت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ، اس کی سند حسن ہے، نیز اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے، حدیث نمبر: (۳۲۶۳)۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بندہ جب لوگوں سے ڈرتا ہے اور اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی وخوش کرتا ہے' تو اللہ عزوجل اس سے ناراض و غضبناک ہوجاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کردیتا ہے' تو کیا آپ لوگوں کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں؟ اگر آپ دعوائے اخلاص میں واقعی سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔

(۶) جن چیزوں سے شیطان دور بھاگتا ہے ان کی معرفت حاصل کرنا' کیونکہ شیطان ریا کاری کا منبع اور مصیبت کی جڑ ہے، شیطان بہت ساری چیزوں سے بھاگتا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں: اذان' تلاوت قرآن' سجدۂ تلاوت' شیطان سے اللہ کی پناہ طلبی' گھر سے نکلتے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت 'بسم اللہ' کہنا ساتھ ہی اس سے متعلق مشروع دعا پڑھنا، نیز صبح وشام کے اذکار کی' نماز کے بعد کے اذکار کی اور تمام مشروع اذکار کی پابندی کرنا (۱)۔

---

(۱) اس سلسلہ میں تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: کتاب مقامع الشیطان فی ضوء الکتاب والسنۃ، از سلیم ہلالی، یہ انتہائی اہم کتاب ہے، نیز الاخلاص، از حسین عوائشۃ، ص ۵۷ تا ۶۳۔

(۷) کثرت سے خیر کے کام اور (مشاہدہ میں نہ آنے والی) خفیہ عبادتیں انجام دینا اور انہیں پوشیدہ رکھنا، جیسے قیام اللیل (تہجد) خفیہ صدقہ، تنہائی میں اللہ کے خوف سے رونا، نفل نمازیں، دینی بھائیوں کے لئے ان کی عدم موجودگی میں دعا کرنا، کیونکہ اللہ عزوجل خفیہ متقی پرہیزگار بندہ سے محبت کرتا ہے۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"إن الله يحب العبد التقي الغني الخفي"(۱)۔

بیشک اللہ عزوجل پوشیدہ، مالدار، تقویٰ شعار بندہ سے محبت کرتا ہے۔

(۸) لوگوں کی مذمت اور تعریف کی پروا نہ کرنا، کیونکہ اس سے نہ تو نقصان پہنچتا ہے نہ نفع، بلکہ ضروری ہے کہ اللہ کی مذمت کا خوف ہو اور اللہ کے فضل واحسان سے خوشی، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قل بفضل الله وبرحمته فبذلک فليفرحوا هو

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزھد ۴/ ۲۲۷۷، حدیث نمبر: (۲۹۶۵)۔

خير مما يجمعون﴾(۱)۔

آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے فضل وانعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے، وہ اس چیز سے بدرجہا بہتر ہے جسے وہ جمع کررہے ہیں۔

لہٰذا اے اللہ کے بندے! مدح وثنا کی محبت سے اس طرح بے رغبت ہو جاؤ جس طرح عشاقِ دنیا آخرت سے بے رغبت ہوتے ہیں، جب تمہیں یہ چیز حاصل ہوجائے گی تو تمہارے لئے اخلاص سہل ہوجائے گا(۲)۔

مدح وثنا کی محبت سے بے رغبتی کو اس چیز کا یقینی علم بھی آسان اور سہل بنا دیتا ہے کہ اللہ واحد کے سوا نہ کسی کی مدح وثنا کوئی نفع اور زینت عطا کرسکتی ہے اور نہ ہی کسی کی مذمت نقصان پہنچا سکتی اور عیب لگا سکتی ہے، لہٰذا اس کی مدح وستائش سے بے رغبتی اختیار کرو جس کی تعریف زینت نہیں عطا کرسکتی، اور اس کی مذمت سے بے رغبت ہو جاؤ جس کی مذمت کوئی عیب نہیں لگا سکتی، اور اس ذات کی تعریف کے خواہش مند بنو جس کی

(۱) سورۃ یونس: ۵۸۔

(۲) الفوائد، از ابن القیم، ص ۶۷۔

تعریف میں ساری زینت ہے اور جس کی مذمت میں سارا عیب ہے لیکن صبر ویقین کے بغیر اس پر قدرت پانا ناممکن ہے، جس شخص کے پاس صبر و یقین نہیں اس کی مثال بلا کشتی سمندر میں سفر کرنے والے کی ہے(۱)۔

اپنے مذمت گر کو دیکھو اگر وہ سچا اور آپ کا بہی خواہ ہے تو اس کی ہدایت ونصیحت قبول کرلو، کیونکہ اس نے تمہیں تمہارے عیوب ہدیہ کئے ہیں، اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا اور آپ نے اس کی بات سے فائدہ اٹھایا، کیونکہ اس نے آپ کو وہ چیزیں بتائیں جن کا آپ کو علم نہ تھا، اور آپ کو آپ کے بھولے ہوئے گناہ یاد دلا دیئے، اگرچہ آپ پر تہمت ہی کیوں نہ لگائی ہو، کیونکہ اگر آپ میں وہ عیب نہ بھی ہو تو دوسرا عیب ضرور ہوگا، لہٰذا آپ اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کریں کہ اس نے اس تہمت گر کو آپ کے عیوب سے مطلع نہ کیا، اور اگر آپ صبر کریں اور ثواب کی نیت کرلیں تو یہ تہمت آپ کے گناہوں کا کفارہ ہوگی، آپ کو یہ بھی جاننا چاہئے کہ اس نادان نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اللہ کی ناراضگی سے دوچار ہوا ہے، لہٰذا آپ اس سے بہتر بن کر اس کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ

(۱) دیکھئے: الفوائد، از ابن القیم، ص ۲۶۸۔

کریں اور اس کے لئے بخشش طلب کریں، ارشاد باری ہے:

﴿ألا تحبون أن يغفر الله لكم والله غفور رحيم﴾(۱)۔

کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری مغفرت فرما دے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۹) موت کی یاد اور قلت آرزو، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿كل نفس ذائقة الموت وإنما توفون أجوركم يوم القيامة فمن زحزح عن النار وأدخل الجنة فقد فاز ومالحياة الدنيا إلا متاع الغرور﴾(۲)۔

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تمہیں اپنا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہوگیا، اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

(۱) سورۃ النور:۲۲۔

(۱) سورۃ آل عمران:۱۸۵۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وما تدري نفس ما ذا تكسب غداً وما تدري نفس بأي أرضٍ تموت إن الله عليم خبير﴾(۱)۔

کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا' بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

(۱۰) سوء خاتمہ کا خوف' چنانچہ بندے کو ڈرنا چاہئے کہ ریا اور دکھاوے کے یہ اعمال ہی اس کا آخری عمل اور اس کی زندگی کا آخری لمحہ نہ ہو جائیں کہ اس کے نتیجہ میں بڑا عظیم خسارہ اٹھانا پڑے' کیونکہ انسان کی جس حالت میں موت واقع ہوتی ہے قیامت کے دن وہ اسی حالت میں اٹھایا بھی جائے گا' لوگ اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے اور سب سے بہتر اعمال آخری اعمال ہوا کرتے ہیں۔

(۱۱) مخلص وتقویٰ شعار افراد کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کرنا' کیونکہ مخلص ہم نشین آپ کو خیر سے محروم نہ کرے گا اور آپ اس سے اپنے لئے

---

(۱) سورۃ لقمان:۳۴۔

نیک نمونہ پائیں گے' لیکن اگر ریاکار اور مشرک شخص کا عمل اپنائیں گے تو وہ آپ کو جہنم کی آگ میں جلا دے گا۔

(۱۲) اللہ عزوجل سے دعا ومناجات اور اس کی پناہ لینا' اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اس کی تعلیم دی ہے' فرمایا:

"أيها الناس اتقوا هذا الشرک فإنه أخفى من دبيب النمل"۔

اے لوگو! اس شرک سے بچو' کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہے۔

بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جب یہ چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ اور باریک ہے تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ کہا کرو:

"اللهم إنا نعوذبک أن نشرک بک شيئاً نعلمه ونستغفرک لما لا نعلمه"(۱)۔

---

(۱) اسے امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے۴/۴۰۳، اس کی سند جید ہے، نیز دیکھئے: صحیح الجامع ۳/۲۳۳، صحیح الترغیب والترھیب از علامہ البانی ۱/۱۹۔

اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ کسی ایسی چیز کو تیرا شریک بنائیں جسے ہم جانتے ہوں' اور تجھ سے اس چیز کی بخشش مانگتے ہیں جسے ہم نہیں جانتے۔

(۱۳) بندہ کی یہ چاہت کہ اللہ اسے یاد کرے اور وہ اللہ کی یاد کی چاہت کو مخلوق کی مدح وثنا کی چاہت پر مقدم رکھے۔ ارشاد باری ہے:

﴿فاذكروني أذكركم﴾ (۱)۔

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

اور نبی کریم ﷺ (حدیث قدسی میں) اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''أنا عند ظن عبدي بي، وأنا معه إذا ذكرني، فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي، وإن ذكرني في ملأٍ ذكرته في ملأٍ خيرٍ منهم، وإن تقرب إلي شبراً تقربت إليه ذراعاً، وإن تقرب إلي ذراعاً تقربت منه

(۱) سورۃ البقرہ: ۱۵۲۔

باعاً، وإن أتاني يمشي أتيته هرولةً'' (۱)۔

میں اپنے سلسلہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں، اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ اپنے نفس میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی جماعت کے درمیان یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ کے بقدر قریب آتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے درمیان کی دوری کے بقدر اس سے قریب آتا ہوں، اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔ واللہ المستعان (۲)۔

(۱) متفق علیہ، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: بخاری (الفاظ بخاری ہی کے ہیں) کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿ **ويحذركم الله نفسه**﴾ ۸/۲۱۶، حدیث نمبر: (۷۴۰۵) مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ ۴/ ۲۰۶۱، حدیث نمبر: (۲۶۷۵)۔

(۲) مذکورہ امور کی تفصیل کے لئے دیکھئے: منہاج القاصدین، ص ۲۲۱ تا ۲۲۳، کتاب الاخلاص از حسین عوائشۃ، ص ۴۱ تا ۶۴، الریاء ذمہ وأثرہ السيء فی الأمۃ از سلیم ہلالی، ص ۶۱ تا ۷۲، الاخلاص والشرک، از ڈاکٹر عبد العزیز بن عبد اللطیف، ص ۱۳۔

(۱۴) لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کا لالچ نہ کرنا' کیونکہ اخلاص اور مدح وثنا کی محبت اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کے لالچ کا ایک دل میں اکٹھا ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح آگ اور پانی کا اور گوہ اور مچھلی کا یکجا ہونا محال ہے، چنانچہ جب آپ کے جی میں اخلاص کی چاہت پیدا ہوتو سب سے پہلے لالچ کی طرف متوجہ ہوکر اسے لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کی ناامیدی کی چھری سے ذبح کر دیں، لالچ کے ذبح کرنے کو اس بات کا یقینی علم آسان اور سہل بنا دیتا ہے کہ لالچ کی جانے والی ہر چیز کا خزانہ اللہ واحد ہی کے ہاتھ میں ہے' نہ اللہ کے علاوہ کوئی اس کا مالک ہے نہ اس کے سوا کوئی بندہ اس میں سے کچھ عطا کرسکتا ہے(۱)۔

(۱۵) اخلاص کے فوائد وثمرات اور دنیا وآخرت میں اس کے نیک انجام کی معرفت حاصل کرنا' ان ثمرات میں سے یہ بھی ہے کہ اخلاص امت کی نصرت' اللہ کے عذاب سے نجات' دنیا وآخرت میں منازل ودرجات کی بلندی' دنیا میں گمراہی سے حفاظت' اللہ عز وجل کی اور اہل

(۱) دیکھئے: الفوائد، از ابن القیم، ص: ۲۶۷-۲۶۸۔

ارض وسماء کی بندہ سے محبت سے شرفیابی' نیک نامی' دنیا وآخرت کی مصیبتوں سے نجات' نیک بختی اور توفیق الٰہی کا احساس وشعور اور اس سے اطمینان' پریشانیوں اور دشواریوں کے برداشت کی قوت' دلوں میں ایمان کی آرائش وزیبائش' دعا کی قبولیت' نیز قبر میں نعمت اور خوشی کی بشارت کا سبب ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے(۱)۔

لہٰذا جس مسلمان کو اللہ کی خوشنودی اور اپنی نجات کی طلب اور اللہ کی محبت کی چاہت ہو اسے چاہئے کہ اخلاص کے حصول اور ریاکاری سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔

میں اللہ سے دعاگو ہوں کہ وہ مجھے' آپ کو' مسلمانوں کے تمام دعاۃ ومبلغین اور ان کے ائمہ کو نیز عام لوگوں کو اس خطرناک مصیبت سے محفوظ رکھے۔ (آمین) ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۱) دیکھئے: کتاب الاخلاص از عوائشۃ، ص ۶۴ تا ۶۶۔

فہرست مضامین